تعزیر بالمال کے مانعین اور مجوّزین فقہاء کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Opinions of Prohibitors and Proponents of Taʿzīr Bilmāl (Ponitive Money)

Hafiz Muhammad Nadeem
Ph.D. Scholar, Islamic Studies Department, The University of Lahore, Lahore:
hmnadeem1@yahoo.com

Salman Ahmad Khan
Assistant Professor, Islamic Studies Department, The University of Lahore, Lahore:
salman.ahmad@ais.uol.edu.pk

Abstruct:

In Islam, there is a system of Ḥudūd and Punishments to prevent crimes. Punishments prescribed for crimes related to the rights of Allāh are Ḥudūd ul Allāh, while other non-prescribed punishments are called Taʿzīrāt. Penal punishments are certainly an effective means of deterring crime and reforming society. Punishment includes any punishment that deters the offender from committing the crime again etc. The jurists agree that the punishment of wealth was permissible in the beginning of Islam, but the question is whether its justification still remains or not? The majority of Aḥnāf, Shawāfeʿ, Mālikiyah and Ḥanābalah are convinced of the unjustification of financial punishment. The second opinion is that it is still permissible, this is the view of Imām Abū Yūsuf and the famous persuasion of Imām Mālik, the ancient saying of Imām Shāfiʿī is also valid, there is also a sentiment from Imām Aḥmad which Ibn e Taymiyyah and his student Ibn e Qayyim reported. What is the option? Since in the modern era, due to the lack of Islamic law of Ḥudud and Taʿzīrāt, there has been a great abundance of financial punishment in practice and its interaction is everywhere, therefore, the preferable opinion is that the punishment with money is permissible under compulsion.

Keywords: Ḥudud, Taʿzīrāt, Punishment, Money, Abu Yousuf, Permissible.

اسلام میں انسداد جرائم کے لیے حدود وتعزیرات کا نظام ہے۔ حقوق اللہ سے متعلق جرائم پر جو مقررہ سزائیں ہیں، ان کو حدود کہا جاتا ہے، مثلاً شادی شدہ زانی کی سزا رجم بطورِ حد مقرر ہے، قتل کی سزا قصاص یا دیت

مقرر ہے۔ اور جن جرائم کی سزائیں شریعت نے مقرر نہیں کیں بلکہ ان کو حکام کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے اور حکام کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ فیصلہ کرتے ہوئے مجوّزہ سزا کی مقدار، جرم اور سزا میں تناسب، مجرم کی خاندانی حیثیت اور سزا کے نتائج کا پاس رکھیں، ان سزاؤں کو تعزیرات کہتے ہیں۔ تعزیری سزاؤں میں ایک اہم بات یہ ہے کہ اگر مجرم عادی نہ ہو اور حاکم اس کو معاف کرنے میں مصلحت سمجھتا ہو تو اس کے لیے مجرم کو معاف کرنا بھی جائز ہے۔ تعزیرات کی دو اقسام ہیں:

1۔ **جسمانی تعزیرات:** یعنی جسم کے کسی حصہ کو تکلیف پہنچائی جائے، جیسے مارنا۔ ان کے جواز میں علماء اسلام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

2- **مالی تعزیرات:** یعنی مجرم کو مالی طور پر نقصان پہنچایا جائے، جیسے جرمانہ وصول کرنا، آلاتِ فساد کو توڑنا وغیرہ۔ فقہِ اسلامی میں اسی کو تعزیر بالمال کہتے ہیں۔ تعزیرات کے باب میں یہ مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور عصر حاضر میں اس کی دو قسمیں ہیں: شرعی تعزیر اور حکومتی تعزیر۔

شرعی قوانین کی خلاف ورزی، جیسے حرام کاموں کی انجام دہی یا واجبات کو ترک کرنے کی صورت میں دی جانے والی سزا کو شرعی تعزیر کہتے ہیں، اور حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی، جیسے ذخیرہ اندوزی وغیرہ کی صورت میں دی جانے والے سزا کو حکومتی تعزیر کہا جاتا ہے۔

چونکہ عصر حاضر میں پاکستان میں تعزیر بالمال کی کثرت ہوگئی ہے، اور ہر شعبہ میں مالی جرمانوں کی ادائیگی کے قوانین موجود ہیں، اس لیے ہمارا موضوع بحث یہی صورت ہے کہ دورِ جدید میں متعلقہ فرد سے مالی جرمانہ لے کر اسے ملکی مفادات یا مصلحت عامہ کے لیے خرچ کرنے کے شرعی احکام کیا ہیں؟ جواز یا عدمِ جواز؟ یا پھر بعض صورتوں میں تعزیرِ مالی کا جواز اور بعض صورتوں میں عدم جواز؟

تعزیر بالمال کے جواز و عدم جواز کے حوالے سے درجِ ذیل کام بہت اہمیت کا حامل ہے:

☆ مفتی اختر امام عادل قاسمی (انڈیا) نے "مالی جرمانوں کا شرعی حکم: تحقیق و تنقیح" کے نام سے ایک کتابچہ لکھا۔

☆ "الجامعة الاسمرية الاسلامية" کے "كلية الشريعة و القانون" کے پروفیسر دکتور عصام محمد الصاری نے اس ادارے کے "مجلة البحوث الاكاديمية۔ العدد الثامن" میں "حكم التعزير بالمال فى الفقه الاسلامى (دراسة مقارنة)" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جس میں انہوں نے تعزیر بالمال کا معنی و مفہوم، اس کی مشروعیت اور اس کے بارے میں فقہاء امت کی آراء کو بیان کیا۔

☆ عرب کے عالم دین ''فضل اللہ ممتاز '' کے تحقیقی مقالہ"الأحكام الفقهية المتعلقة بحوادث السير" کا ترجمہ و تلخیص حافظ احمد (فاضل مدینہ یونیورسٹی، ریسرچ سکالر کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی) نے ''ٹریفک قوانین کی پاسداری شرعی اصولوں کی روشنی میں'' کے نام سے کی ہے۔ اس مضمون میں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق حکومتی قوانین کی پاسداری اور اس حوالے سے جاری کردہ قوانین اور ٹریفک رولز میں مالی جرمانوں کا شرعی رو سے تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور جس مقام پر وضاحت واضافہ کی ضرورت محسوس کی گئی' وہ بھی کیا ہے۔

☆ جاوید خان اور ضیاء الدین (لیکچرر شعبہ قانون و شریعہ، جامعہ سوات) کا ایک مقالہ ششماہی برجس، جلد:۲، شمارہ:۲ بمطابق جولائی دسمبر ۲۰۱۵ء میں بعنوان ''پختون معاشرے کے مروجہ نجی فیصلوں میں تعزیر بالمال کی عملی صورتوں کا شرعی جائزہ'' شائع ہوا جس میں انہوں نے کافی تفصیل سے پنچایت وجرگہ کی طرف سے کیے گئے جرمانوں کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا۔

تعزیر کا معنی و مفہوم:

لفظ تعزیر' باب تفعیل کا مصدر ہے جو عربی زبان میں مدد کرنے، منع کرنے اور ادب و احترام کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"التَّعْزِيرُ: النّصرة مع التّعظيم. قال تعالى: وَتُعَزِّرُوهُ [الفتح/ 9]، وقال عزّ وجلّ: وَعَزَّرْتُمُوهُمْ۔"

'' اور لفظ تعزیر' تعظیم کے ساتھ مدد کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِه وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ [1]

''تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرو۔''

ایک اور مقام پر قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] ۔الفتح 48 : 9۔

Al-Fatḥ : 48 : 9.

﴿وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُم﴾[2]

"اور تم ان (رسولوں کے پیغمبرانہ مشن) کی مدد کرتے رہے اور اللہ کو (اس کے دین کی حمایت و نصرت میں مال خرچ کرکے) قرض حسن دیتے رہے تو میں تم سے تمہارے گناہوں کو ضرور مٹادوں گا۔"

"والتَّعْزِيرُ: ضربٌ دون الحدّ، وذلك يرجع إلى الأوّل، فإنّ ذلك تأديب، والتّأديب نصرة ما لكن الأوّل نصرة بقمع ما يضرّه عنه، والثاني: نصرة بقمعه عمّا يضرّه. فمن قمعته عما يضرّه فقد نصرته۔" [3]

"اور تعزیر ایسی سزا کو کہتے ہیں جو حد سے کم درجہ کی ہو، اس کا نام تادیب بھی ہے، اور تادیب کا مطلب ہے: کسی کی مدد کرنا اسے ایک ایسے عمل سے باز رکھنے میں جو اس کے لیے نقصان دہ ہو۔"

سزا کے ذریعے بھی چونکہ انسان گناہ اور معصیت سے رُک جاتا ہے اور معاشرہ جرائم پیشہ عناصر کی دست درازیوں سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے سزا کو تعزیر کا نام دیا گیا ہے۔

علامہ ابن نجیم الحنفی نے تعزیر کی تعریف یوں کی ہے:

"هُوَ تَأْدِيبٌ دُونَ الْحَدِّ، وَأَصْلُهُ مِنْ الْعَزْرِ بِمَعْنَى الرَّدِّ وَالرَّدْعِ، كَذَا فِي الْمُغْرِب، وَفِي ضِيَاءِ الْحُلُومِ هُوَ ضَرْبٌ دُونَ الْحَدِّ لِلتَّأْدِيب، فَالظَّاهِرُ أَنَّ مَا فِي ضِيَاءِ الْحُلُومِ مَعْنَاهُ اللُّغَوِيُّ، وَمَا فِي الْمُغرَبِ مَعنَاه الشَرعِيّ۔" [4]

"تعزیر حد سے کم تادیبی سزا ہے اور یہ عزر (بمعنی رد کرنا اور دفع کرنا) سے مشتق ہے۔ اسی طرح "المُغرب" میں لکھا گیا ہے، اور "ضیاء الحلوم" میں ہے: وہ حد سے کم درجہ کی مار ہے جو بطور سزا دی جاتی ہے۔ پس

---

[2]۔المائدۃ : 5 : 12۔

Al Māidah : 5 : 12.

[3]۔ الراغب الاصفہانی، الحسین بن محمد، ابو القاسم، **المفردات فی غریب القرآن**: مادۃ: عزر، لبنان، بیروت، دار العلم، 1412ھ، ص: 564۔

Al-Rāghib Al-IṢfahanī, Al Ḥussain Bin Muḥammad, Abul Qāsim, Al-Mufridāt fī Gharīb il Qurān: Mādah: ʿazara, Lubnān, bayrūṭ, Dār ulʿlm, 1412hj, P: 564.

[4]۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد الحنفی، البحرالرائق شرح کنز الدقائق: کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، دار الکتاب الاسلامی، بیروت، لبنان، 5/44۔

Ibn e Nujaym, Zain ud Dīn Bin Ibrāhīm Bin Muḥammad Al Ḥanfi, Al Baḥr ur Rāiq Sharḥ u Kanz id Daqāiq: Kitāb ul Ḥudūd, Fasl fi Taʿāzīr, Dār ul Kitāb Al Islāmī, Bayrūt, Lubnān, 44/5.

ظاہر ہے کہ" ضیاء الحلوم "میں جو تعریف کی گئی ہے وہ تعزیر کا لغوی معنی ہے، اور "المُغرَب "میں تعزیر کی جو تعریف کی گئی ہے وہ اس کا شرعی (اصطلاحی) معنٰی ہے۔"

امام شمس الدین خطیب الشربینی الشافعی نے تعزیر کی تعریف یوں کی ہے:

"تَأْدِيبٌ عَلَى ذَنْبٍ لَا حَدَّ فِيهِ وَلَا كَفَّارَةَ سَوَاءٌ أَكَانَتْ حَقًّا لِلَّهِ تَعَالَى أَمْ لِآدَمِيٍّ۔" [5]

"تعزیر اس جرم کی سزا کا نام ہے جس میں حد لازم نہ ہو اور نہ ہی کفارہ، برابر ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہو یا بندے کا۔"

دکتور وہبہ الزحیلی تعزیر کی تعریف اور اس کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"و هو شرعاً: العقوبة المشروعة على معصية أو جناية لا حد فيها، ولا كفارة، سواء أكانت الجناية على حق الله تعالى، كالأكل في نهار رمضان بغير عذر، وترك الصلاة في رأي الجمهور، والربا، وطرح النجاسة ونحوها في طريق الناس ونحوها، أم على حق العباد كمباشرة الأجنبية فيما دون الفرج، وسرقة ما دون النصاب، أو السرقة من غير حرز، وخيانة الأمانة والرشوة، أو القذف بغير الزنى من أنواع السب والضرب والإيذاء بأي وجه، مثل أن يقول الرجل لآخر: يا فاسق، يا خبيث، يا سارق، يا فاجر، يا كافر، يا آكل الربا، يا شارب الخمر، ونحوها. سئل علي كرم الله وجهه عن قول الرجل للرجل: يا فاسق، يا خبيث، قال: هن فواحش فيهن التعزير، وليس فيهن حد۔" [6]

"اور یہ (تعزیر) شرعی طور پر کسی ایسی نافرمانی یا جرم کی سزا کا نام ہے جس میں کوئی حد یا کفارہ نہ ہو، برابر ہے کہ وہ جرم اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے میں سرزد ہوا ہو، جیسے ماہ رمضان میں دن میں بغیر عذر کے کھانا، جمہور کی رائے میں نماز ترک کرنا، سود، لوگوں کی گزر گاہ میں نجاست وغیرہ پھینکنا، یا وہ جرم بندے کے حق سے متعلق سرزد ہوا ہو، جیسے اجنبی عورت کے ساتھ فرج کے علاوہ مباشرت کرنا، نصاب سے کم مقدار میں چوری کرنا، غیر محفوظ مال

---

[5]۔ الشربینی، محمد بن احمد الخطیب الشافعی، مغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنہاج: کتاب الاشربۃ و التعازیر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1415ھ، 5/522۔

Al-Sharbīnī, Muḥammad Bin Aḥmad Al Khaṭīb Al-Shāfiʿī, Muni Al Moḥtāj ilā Ma'rifat i Ma' ānī Alfāẓ il Minhāj: Kitāb Al Ashribah Wa Taʿāzīr, Dār ul Kutub Al ʿilmiah, Bayrūt, Lubnān, 1415 AH, 522/5.

[6]۔ الزحیلی، وہبہ بن مصطفٰی، دکتور، الفقہ الاسلامی و ادلتہ: دار الفکر، دمشق، السوریۃ، 7/5591۔

Al-Zuḥaylī, Wahbah Bin Mutafā, Dr. Al fiqh Al Isālmī WaAdillatuhū: Dār ul Fikr, Damascus, Syriā, 5591/7.

کی چوری کرنا، امانت میں خیانت کرنا، رشوت لینا، یا بغیر زنا کے کسی پر گالی دینے یا مارنے کی تہمت لگانا اور کسی بھی طریقے سے ایذاء پہچانا، مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہے: اے فاسق! اے خبیث! اے چور! اے فاجر! اے کافر! اے سود خور! اے شرابی! وغیرہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص دوسرے کو کہے: اے فاسق! اے خبیث! (تو کیا حکم ہے)؟ فرمایا: یہ بے حیائی کے الفاظ ہیں، ان میں تعزیر ہے، حد نہیں ہے۔"

جرائم کے سدِ باب اور معاشرے کی تطہیر و اصلاح کے لیے یہ تعزیری سزائیں یقیناً ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید کی کئی آیات بیّنات اور جناب رسول کریم ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ تعزیرات میں ہر وہ سزا شامل ہے جو مجرم کو دوبارہ سے جرم کے ارتکاب سے روکتی ہے، اس میں قید و بند، نقدی سزا، ضبطِ مال، اعلانیہ تشہیر، شہر بدری و جلاوطنی وغیرہ جیسی سب سزائیں شامل ہے۔

تعزیر بالمال کے بارے میں فقہاءِ کرام کے نظریات

استاذ حمید اللہ محمدی کے نزدیک فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تعزیر بالمال ابتداءِ اسلام میں جائز تھی، لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا جواز باقی ہے یا منسوخ ہو چکا ہے؟ یعنی دونوں اقوال کے مطابق کیا تعزیر بالمال اب جائز ہے یا نہیں؟[7]

تعزیر بالمال کی اقسام کا تمہیدی جائزہ:

تعزیر بالمال کے جواز و عدم جواز کی تفصیلات و دلائل کے بیان سے پہلے اس کی اقسام کا بطورِ تمہید مختصراً جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کس صورت میں فقہاءِ عظام کا اتفاق ہے، اور کس صورت میں اختلاف ہے؟ تمہیدی جائزہ پیشِ خدمت ہے:

تعزیر بالمال، یعنی مجرم کو مالی اعتبار سے نقصان پہنچایا جائے، اس کی تین اقسام ہیں:

---

[7] ۔ محمدی، حمید اللہ، الاستاذ، حکم التعزیر بالمال فی الفقه الاسلامی و قانون العقوبات الافغانی: افغانستان، جامعۃ بلخ، کلیۃ الشریعۃ، قسم الفقہ والقانون، International Jounal of Advanced Academic Studies 2022، (1)4، ص:106۔
Muḥammadī, Ḥamīdullāh, Scholar, Ḥukm ut T'azīr Bilmāl Fil Fiqh Al Islāmī Wa Qānūn Al ʿUqūbāt Al Afghānī: Afghānistān, Jāmʿah Bulkh, Kulia tu Sharī ʿah, Qism ul Qānūn Wa Al Fiqh, International Jounal of Advanced Islamic Studies 2022, 4(1), P:106.

1۔مال کو تلف کر دینا: تعزیر بالمال کی پہلی صورت یہ ہے کہ جس مال یا جگہ سے جرم کا تعلق ہو' اس کو ضبط کر لینا، اسے تلف یا اسے تباہ کر دینا۔ مثال کے طور پر خراب دودھ یا خراب تیل کو تلف کرنا، قمار خانہ یا شراب خانہ کو تباہ کرنا، مخرب الاخلاق فلمیں، مجسمے، تصاویر، زنادقہ وملحدین کی

کتب کو ضائع کرنا، بت، آلات موسیقی، شراب کے برتن اور مشکیزے توڑ دینا وغیرہ۔

مال کو ضبط یا تلف کرنے کی اس صورت کے جواز میں تمام فقہاء کرام متفق ہیں۔ امام حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَيَكُونُ بِالنَّفْيِ عَنْ الْبَلَدِ،وَبِالْهُجُومِ عَلَى بَيْتِ الْمُفْسِدِينَ،وَبِالْإِخْرَاجِ مِنْ الدَّارِ وَبِهَدْمِهَا، وَ كَسْرِ دِنَانِ الْخَمْرِ۔"[8]

"اور تعزیر شہر بدر کرنے، مفسدین کے گھروں پر دھاوا بولنے، انہیں گھروں سے باہر نکالنے، ان کے گھروں کو منہدم کرنے اور شراب کی بھٹیوں کو توڑنے کے ساتھ ہوتی ہے۔"

فقہاء کے نزدیک آلات لہو ولعب اور اشیاءِ فساد کو توڑ دینا موجبِ ضمان نہیں ہے۔[9]

2۔ چیز کی شکل بدل دینا: تعزیر بالمال کی دوسری صورت یہ ہے کہ متعلقہ چیز کو ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس کی صورت تبدیل کر دی جائے۔ فقہاء عظام کے ہاں یہ صورت بھی حسبِ موقع جائز ہے۔ شیخ عبد اللہ البسام التمیمی لکھتے ہیں:

"مثل تكسير العملة المزيفة، والستائر التي فيها التصاوير، وجعله وسادة ونحو ذٰلك۔"

[10]

---

[8] ۔الحصکفی، محمد بن علی الحنفی، علاؤ الدین، الدر المختار: کتاب الحدود، باب التعزیر، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، 1423ھ، ص: 317۔

Al Ḥaṣkafī, Muḥammad Bin ʿAlī Al Ḥanfī, ʿAlā ūd Dīn, Al-Durrul Mukhtār : kitāb ul Ḥudūd, Bāb ut Tazīr, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Kutub Al ʿilmiah, 1423 AH, P:317.

[9] ۔ابن نجیم الحنفی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق: کتاب البیع، باب البیع الفاسد، 6/78؛ الشربینی، الخطیب الشافعی، مغنی المحتاج: کتاب الغصب، 3/352۔

Ibn e Nujaym Al Ḥanfī, Al Baḥr ur Rāiq Sharḥ u Kanz id Daqāiq: Kitāb ul Baʿ, Bāb ul Baʿil Fāsid, 78/6.; Al-Sharbīnī, Al Khatīb Al-Shāfiʿī, Muni Al Moḥtāj: Kitāb Al Ghaṣb, 352/3.

"مثلاً سونے یا چاندی کے جعلی سکوں کے نقوش مٹادینا، اور تصاویر والے پردوں کو پھاڑ کر ان کے تکیے بنا لینا وغیرہ۔"

3۔مالی جرمانہ عائد کرنا: تعزیر بالمال کی تیسری صورت یہ ہے کہ مجرم پر مالی جرمانہ عائد کیا جائے تاکہ وہ مالی دباؤ سے مجبور ہو کر آئندہ کسی بھی ایسے جرم سے باز رہے اور ممکن ہے کہ اسے توبہ کی توفیق بھی نصیب ہو جائے۔ تعزیراتِ مالیہ کی اس تیسری صورت کی مزید دو قسمیں ہیں:

I۔ جرمانہ میں حاصل شدہ مال قابلِ واپسی نہ ہو، یعنی مجرم کو وہ مال کبھی واپس نہ کیا جائے، عام طور پر عرف میں اسی کو مالی جرمانہ یا "تعزیر بالمال" کہا جاتا ہے۔ یہ صورت فقہاءِ عظام کے درمیان مختلف فیہ رہی ہے، اور جمہور فقہاء کی رائے عدم جواز کی ہے۔

II۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جرمانہ میں حاصل شدہ مال کچھ مدت کے بعد جب مجرم اپنے جرم سے باز آجائے اور توبہ کرلے تو اس کو واپس کر دیا جائے، یہ درحقیقت " تعزیر بحبس المال" کی صورت ہے، اور اسی کو کچھ لوگ "تعزیر باخذ المال" بھی کہتے ہیں۔"[11]

تعزیر بالمال کے عدمِ جواز کے قائلین فقہاء کی آراء

جمہور ائمہ کرام و فقہاء عظام بشمول ائمہ مجتہدین امام اعظم ابو حنیفہ، امام محمد، امام مالک، امام شافعی (قولِ جدید کے مطابق) اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اجمعین مالی تعزیر کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، ان حضرات کی آراء حسبِ ذیل ہیں:

امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ مالی تعزیر کے جواز و عدمِ جواز کے بارے میں احناف کا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[10] ۔البسام، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن التمیمی، توضیح الاحکام من بلوغ المرام: السعودیۃ، المکۃ المکرمۃ، مکتبۃ الاسدی، 1423ھ، 316/3۔

Al Basām, ʿAbdullāh Bin ʿAbdul Rahmān Al-Tamīmī Tawḍīḥ, Min Bulūgh Al Murām: Al Saūdiah, Al Makkah Al Mukarramah, Maktabah Al Asḍi, 1423 AH, 316/3.

[11] ۔ قاسمی، اختر امام عادل، مفتی، مالی جرمانہ کا شرعی حکم، تحقیق و تنقیح: ناشر: جامعہ ربانی منور واشریف، بہار، انڈیا، ص:3۔

Qāsmī, Akhtar Imām ʿādil, Muftī, Mālī Jurmānah ka Sharʿi Ḥukm, Taḥqīq Wa Tanqīḥ: Publisher: Jāmiʿah Rabbāñi Manwrwā Sharīf, Bihār, Indiā, P:3.

"وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: يَجُوزُ التَّعْزِيرُ لِلسُّلْطَانِ بِأَخْذِ الْمَالِ، وَعِنْدَهُمَا وَبَاقِي الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ لَا يَجُوزُ ۔" [12]

"اور امام قاضی ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ سلطان کے لیے بطورِ تعزیر مال کا لینا جائز ہے، جب کہ طرفین اور باقی تینوں ائمہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اس کو جائز نہیں سمجھتے۔"

علامہ ابن عابدین تعزیر مالی کے مسئلہ میں احناف کے راجح مسلک (عدمِ جواز) کو تفصیلاً بیان کرنے کے بعد خلاصۂ کلام رقم کرتے ہیں:

"وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَذْهَبَ عَدَمُ التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ۔" [13]

تعزیر بالمال کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قولِ جدید عدمِ جواز ہی ہے، آپ خود لکھتے ہیں:

"لَا يُعَاقَبُ رَجُلٌ فِي مَالِهِ وَإِنَّمَا يُعَاقَبُ فِي بَدَنِهِ، وَإِنَّمَا جَعَلَ اللّٰهُ الْحُدُودَ عَلَى الْأَبْدَانِ، وَكَذٰلِكَ الْعُقُوبَاتُ، فَأَمَّا عَلَى الْأَمْوَالِ فَلَا عُقُوبَةَ عَلَيْهَا۔" [14]

"کسی شخص کو اس کے مال میں سزا نہیں دی جائے گی، سزا صرف جسمانی طور پر دی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حدود کو جسموں پر نافذ کیا ہے، اور اسی طرح دوسری سزاؤں کا معاملہ ہے، بہر حال مالی طور پر سزا بالکل نہیں ہے۔"

---

[12] ۔ابن الہمام، محمد بن عبد الواحد السیواسی، کمال الدین، فتح القدیر: کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، لبنان، بیروت، دار الفکر، س ن، 345/5۔

Ibn Al Hammām, Muḥammad Bin ʿAbdul Wāhid Al Sīwāsī, Kamāl ud Dīn, Fat Al Qadīr: Kitāb ul Ḥudūd, Faṣl fit Taʿzīr, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Fikr, 345/5.

[13] ۔ ابن عابدین الشامی، محمد امین بن عمر الحنفی، رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الحدود، باب التعزیر، لبنان، بیروت، دار الفکر، 1412ھ، 62/4۔

Ibn e ʿābidīn Al Shāmī, Muḥammad Amīn Bin ʿumar Al ḥanfi, Raddul Moḥtār ʿAlā Al-Durril Mukhtār: Kitāb ul Ḥudūd, Bāb ut Taʿzīr, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Fikr, 1412 AH, 62/4.

[14] الشافعی، محمد بن ادریس القرشی المکی، ابو عبد اللہ، کتاب الام: کتاب السبق و النضال، باب الغلول من الغنیمۃ، لبنان، بیروت، دار المعرفۃ، 1414ھ، 265/4۔

Al Shāfiʿī, Muḥammad Bin Idrīs Al Qarshī Al Makkī, Abu ʿAbdullāh, Kitāb ul Umm: Kitāb Al Sabaq Wa Al Naḍāl, Bāb Al Ghalūl Min Al Ghanīmah, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Maʿrifah, 1414 AH, 265/4.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف تعزیر بالمال کے قطعی عدمِ جواز کا ہے، علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"وَالتَّعْزِيرُ يَكُونُ بِالضَّرْبِ وَالْحَبْسِ وَالتَّوْبِيخِ، وَلَا يَجُوزُ قَطْعُ شَيْءٍ مِنْهُ وَلَا جَرْحُهُ، وَلَا أَخْذُ مَالِهِ، لِأَنَّ الشَّرْعَ لَمْ يَرِدْ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ عَنْ أَحَدٍ يُقْتَدَى بِهِ، وَلِأَنَّ الْوَاجِبَ أَدَبٌ، وَالتَّأْدِيبُ لَا يَكُونُ بِالْإِتْلَافِ۔" [15]

"اور تعزیری سزا مارنے، قید کرنے اور دھمکانے کی صورت میں ہوتی ہے، تعزیری سزا میں کسی عضو کا کاٹنا اور زخم لگانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مال لینا جائز ہے، کیوں کہ یہ کسی ثقہ شخص سے ثابت نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ واجب تادیب اور تنبیہ ہے اور نقصان پہنچانے سے تادیب ممکن نہیں ہے۔"

تعزیر بالمال کے جواز کے قائلین فقہاء کی آراء

تعزیر بالمال کے بارے میں فقہاء عظام کے ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ یہ ابتداءِ اسلام کی طرح اب بھی جائز ہے، احناف میں سے حضرت امام قاضی ابویوسف رحمہ اللہ اس گروہ کے سرخیل ہیں اور علامہ علاؤ الدین طرابلسی حنفی نے پرجوش انداز میں جواز پر دلائل دیے ہیں، مالکیہ کے مشہور مذہب کے مطابق بعض مخصوص مواقع پر مالی سزا دینا جائز ہے، امام شافعی کا قدیم قول بھی جواز کا ہے، جب کہ حنابلہ میں سے علامہ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیم الجوزیہ تعزیر بالمال کے جواز کے پرزور قائلین ہیں، نیز معاصرین فقہاء کی اکثریت عقوبت مالیہ کو جائز قرار دیتی ہے۔ ان جملہ اہلِ علم حضرات کے اقوال و آراء حسبِ ذیل ہیں:

امام فخر الدین الزیلعی الحنفی علیہ الرحمۃ' امام قاضی ابویوسف رحمہ اللہ کا قولِ جواز نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّ التَّعْزِيرَ بِأَخْذِ الْأَمْوَالِ جَائِزٌ لِلْإِمَامِ۔"[16]

---

[15]۔ ابن قدامۃ المقدسی، عبد اللہ بن احمد، ابو محمد، موفق الدین، المغنی: کتاب الاشربۃ، فصل التعزیر، مصر، القاہرۃ، مکتبۃ القاہرۃ، 1388ھ، 9/178۔

Ibn e Qudāmah Al Muqaddasī, ʿAbdullāh Bin Aḥmad, Abu Muḥammad, Mūfiq ud Dīn, Al Mughnī: Kitāb ul Al Ashribah, Faṣl ut Taʿzīr, Egypt, Al Qahirah, Maktabah Al Qahirah, 1388 AH. 178/9.

[16]۔ الزیلعی، عثمان بن علی، فخر الدین، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مصر، بولاق، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، 3/208۔

"اور امام قاضی ابویوسف علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ امام کے لیے بطورِ تعزیر مال کا لینا جائز ہے۔"

امام ابوالحسن طرابلسی حنفی علیہ الرحمۃ کا موقف بھی یہی ہے کہ مالی جرمانہ جائز ہے، آپ فرماتے ہیں کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔[17]

امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ احناف کا موقف بیان کرکے امام ابویوسف رحمہ اللہ کے قول کی یوں وضاحت فرماتے ہیں:

"وَمَا فِي الْخُلَاصَةِ سَمِعْت مِنْ ثِقَةٍ أَنَّ التَّعْزِيرَ بِأَخْذِ الْمَالِ إنْ رَأَى الْقَاضِي ذٰلِكَ، أَوْ الْوَالِي جَازَ، وَمِنْ جُمْلَةِ ذٰلِكَ رَجُلٌ لَا يَحْضُرُ الْجَمَاعَةَ يَجُوزُ تَعْزِيرُهُ بِأَخْذِ الْمَالِ مَبْنِيٌّ عَلٰى اخْتِيَارِ مَنْ قَالَ بِذٰلِكَ مِنْ الْمَشَايِخِ كَقَوْلِ أَبِي يُوسُفَ۔"[18]

اور "الفَتَاوَى الْخُلَاصَةِ " میں امام ابویوسف سے ثقہ روایت ہے کہ اگر قاضی یا والی تعزیر بالمال کو مناسب سمجھے تو یہ جائز ہے۔ المختصر یہ کہ صاحبِ خلاصہ کا قولِ مذکور مشائخ کے بیان کردہ ایک اصول پر مبنی ہے:(اصول یہ ہے کہ) ایک آدمی جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتا' اس کو مالی جرمانے کی سزا دینا جائز ہے، یہ اصول امام ابویوسف کے فرمان پر مبنی ہے۔"

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ' امام ابویوسف رحمہ اللہ کے قولِ مذکور کا معنٰی بزازیہ کے حوالے سے بیان کرکے اپنی رائے ذکر کرتے ہیں:

"أَنَّ مَعْنَى التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ عَلَى الْقَوْلِ بِهٖ إمْسَاكُ شَيْءٍ مِنْ مَالِهٖ عَنْهُ مُدَّةً لِيَنْزَجِرَ ثُمَّ يُعِيدُهُ الْحَاكِمُ إلَيْهِ، لَا أَنْ يَأْخُذَهُ الْحَاكِمُ لِنَفْسِهٖ أَوْ لِبَيْتِ الْمَالِ كَمَا يَتَوَهَّمُهُ الظَّلَمَةُ، إذْ لَا يَجُوزُ

Al Zaylaʿī, ʿuthmān Bin ʿAlī, Fakhr ud Dīn, Tabīin Al Ḥaqāiq Sharḥ u Kanz id Daqāiq: Kitāb ul Ḥudūd, Faṣl fit Taʿāzīr, Egypt, Bulāq, Al Maṭbaʿat ul Kubrā Al Amīriyah, 1313 AH, 208/3.

[17]۔ الطرابلسی، علی بن خلیل الحنفی، ابوالحسن، علاؤالدین، معین الحکام: فصل اصل التعزیر والعقوبۃ، لبنان، بیروت، دار الفکر، س ن، ص:195۔

Al Ṭarābalisī, ʿAlī Bin Khalīl Al Ḥanfī, Abul Ḥasan, ʿAlā ūd Dīn, Muʿīn Al Ḥukkām: Faṣl Aṣl ut Taʿzīr Wa Al ʿuqūbah, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Fikr, P: 195.

[18]۔ ابن الہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر: کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، 5/345۔

Ibn Al Hammām, Muḥammad Bin ʿAbdul Wāhid, Fat Al Qadīr: Kitāb ul Ḥudūd, Fal fit Taʿzīr, 345/5.

لِأَحَدٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ أَخْذُ مَالِ أَحَدٍ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ، وَفِي الْمُجْتَبَى لَمْ يَذْكُرْ كَيْفِيَّةَ الْأَخْذِ، وَأَرَى أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمْسِكَهَا، فَإِنْ أَيِسَ مِنْ تَوْبَتِهِ يَصْرِفُهَا إلَى مَا يَرَى۔"[19]

" التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ "کا معنیٰ یہ ہے کہ مجرم کا مال اس سے کچھ عرصہ کے لیے روک لیا جائے تاکہ اس کو تنبیہ ہو، پھر حاکم وہ مال اس کو واپس کر دے، حاکم وہ مال اپنے لیے یا بیت المال کے لیے نہیں لے سکتا جیسا کہ ظالم لوگوں نے اس کو سمجھا ہے کیونکہ کسی مسلمان کے لیے کسی شخص کا مال بغیر سببِ شرعی کے لینا جائز نہیں ہے۔ اور " المجتبیٰ" میں مال لینے کی کیفیت ذکر نہیں کی گئی۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ حاکم اس کا مال لے کر اسے روک لے، پھر اگر وہ اس کی توبہ سے مایوس ہو جائے تو جہاں مناسب سمجھے وہاں اس کو خرچ کرے۔"

علامہ ابن فرحون مالکی نے تعزیر مالی کے جواز پر خود امام مالک رحمہ اللہ سے منقول کئی مثالیں بیان کی ہیں، آپ تحریر فرماتے ہیں:

"وَالتَّعْزِيرُ بِالْمَالِ: قَالَ بِهِ الْمَالِكِيَّةُ فِيهِ، فَمِنْ ذٰلِكَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ اللَّبَنِ الْمَغْشُوشِ أَيُهْرَاقُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَرَى أَنْ يُتَصَدَّقَ بِهِ إذَا كَانَ هُوَ الَّذِي غَشَّهُ، وَقَالَ فِي الزَّعْفَرَانِ وَالْمِسْكِ الْمَغْشُوشِ مِثْلَ ذٰلِكَ قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا، وَخَالَفَهُ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي الْكَثِيرِ، وَقَالَ يُبَاعُ الْمِسْكُ وَالزَّعْفَرَانُ عَلٰى مَنْ لَا يُغَشُّ بِهِ وَيُتَصَدَّقُ بِالثَّمَنِ أَدَبًا لِلْغَاشِّ۔ مَسْأَلَةٌ: وَالْفَاسِقُ إذَا آذٰى جَارَهُ وَلَمْ يَنْتَهِ، تُبَاعُ عَلَيْهِ دَارُهُ وَهُوَ عُقُوبَةٌ فِي الْمَالِ وَالْبَدَنِ۔" [20]

"اور تعزیر بالمال جائز ہے، اس بارے میں مالکیہ کا یہی قول ہے۔ چند مثالیں یہ ہیں: امام مالک سے ملاوٹ شدہ دودھ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ گرا دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ملاوٹ شدہ دودھ کو صدقہ کرنا چاہیے، اور آپ نے ملاوٹ شدہ زعفران اور کستوری کے بارے میں بھی ایسا ہی فرمایا خواہ وہ

---

[19] ۔ابن نجیم الحنفی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق :کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، 5/44۔

Ibn e Nujaym Al Ḥanfi, Al Baḥr ur Rāiq Sharḥ u Kanz id Daqāiq: Kitāb ul Ḥudūd, Faṣl fit Taʿzīr, 44/5.

[20] ۔ابن فرحون، ابراہیم بن علی المالکی، تبصرة الحكام :فصل اذا ثبت اصل التعزير و العقوبة، مصر، القاهرة، مكتبة الكليات الازهرية، 1406ھ، 2/294۔

Ibn e Farḥūn, Ibrāhīm Bin ʿAlī Al Malikī, Tabṣirat ul Ḥukkām: Faṣl idhā thabata Aṣl ut Taʿzīr Wa Al ʿuqūbah, Egypt, Al Qahirah, Maktabah Al Kulliyāt Al Azhariah, 1406 AH, 294/2.

تھوڑا ہو یا زیادہ۔ امام ابن القاسم نے زعفران یا کستوری کی کثیر مقدار میں آپ سے اختلاف کیا، انہوں نے کہا: کستوری اور زعفران اس شخص کو بیچے جائیں گے اور ان کی قیمت دھوکہ باز کی سزا کے طور پر صدقہ کر دی جائے گی۔

مسئلہ: اور فاسق شخص جب پڑوسیوں کو تکلیف دینے سے باز نہ آئے تو اس کے گھر کو بیچ دیا جائے گا، یہ اس کے لیے مالی اور جسمانی دونوں طرح کی سزا ہے۔"

" الموسوعة الفقهية الكويتية "میں قولِ جواز کو مالکیہ کا مشہور مذہب قرار دیا گیا ہے۔[21]

کتبِ فقہ میں تعزیر بالمال کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ سے دو قول منقول ہیں، ایک قول 'عدمِ جواز کا ہے جو آپ کا قولِ جدید ہے، آپ کا دوسرا قول 'جواز کا ہے اور یہ قولِ قدیم ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ بعض صورتوں میں شوافع کے ہاں اب بھی تعزیر بالمال کا جواز ذکر کرتے ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے قولِ قدیم پر فتویٰ دیتے ہیں، مثلاً آپ ایک مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے حرمِ مدینہ میں شکار کو قتل کیا تو کیا حدیثِ سعد[22] بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مطابق قاتل کے ہتھیار اور اس کا سامان ضبط کیا جائے گا یا نہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَالصَّوَابُ الْجَزْمُ بِالتَّحْرِيمِ، وَعَلَى هٰذَا فَإِذَا ارْتَكَبَ هٰذَا الْحَرَامَ، هَلْ يَضْمَنُ فِيهِ قَوْلَانِ مَشْهُورَانِ: (الْجَدِيدُ) لَا يَضْمَنُ، (وَالْقَدِيمُ) يَضْمَنُ، وَدَلِيلُهُمَا فِي الْكِتَابِ، وَأَجَابُوا لِلْجَدِيدِ عَنْ حَدِيثِ سَعْدٍ فِي سَلَبِ الصَّائِدِ بِجَوَابَيْنِ ضَعِيفَيْنِ: (أَحَدُهُمَا) جَوَابُ الشَّيْخِ أَبِي حَامِدٍ فِي تَعْلِيقِهِ أَنَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى التَّغْلِيظِ، (وَالثَّانِي) جَوَابُ الْقَاضِي أَبِي الطَّيِّبِ فِي تعليقه وَجَمَاعَةٍ بِأَنَّهُ

---

[21] ۔لجنۃ من العلماء، الموسوعة الفقهية الكويتية : مشروعية التعزير بالمال، وزارة الاوقاف و الشئون الاسلامية، الكويت، 270/12۔

A Group of Scholars, Al Mwsūah Al Fiqhiah Al Kuwaitiah: Mashrūiyat ut Taʿzīr Bil Māl, Ministry of Aouqaf and Islamic Affairs, Al Kuwait, 270/12.

[22] ۔ حدیثِ سعد یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ نے مدینہ منورہ کے درخت کاٹنے والے غلام کو اور اس کے سامان کو ضبط کر لیا، جب غلام کے مالکوں نے آپ سے غلام اور اس کے سامان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا:"مَعَاذَ اللهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ۔"

النیسابوری، مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح: کتاب الحج، باب فضل المدینۃ، لبنان، بیروت، دار احیاء التراث العربی، الرقم: 461، 993/2

Al-Ñisābūrī, Muslim Bin Al Ḥajjāj Al Qushayrī, Al Jāmiʿ Al Ṣaḥīḥ: Kitāb ul Ḥajj, Bāb u Faḍl Al Madīnah, Lubnān, Bayrūt, Dār Iḥyāʾi Al Turāth Al ʿArabi, Ḥadith: 461, 993/2

يُحْمَلُ عَلٰى أَنَّهٗ كَانَ هٰذَا حِينَ كَانَتْ الْعُقُوبَةُ بِالْأَمْوَالِ ثُمَّ نُسِخَ، وَهٰذَانِ الْجَوَابَانِ ضَعِيفَانِ بَلْ بَاطِلَانِ، وَالْمُخْتَارُ تَرْجِيحُ الْقَدِيمِ، وَ وُجُوبُ الْجَزَاءِ فِيهِ، وَ هُوَ سَلَبُ الْقَاتِلِ لِأَنَّ الْأَحَادِيثَ فِيهِ صَحِيحَةٌ بِلَا مُعَارِضٍ، وَاَللّٰهُ أَعْلَمُ۔" [23]

"صحیح جواب یہ ہے کہ (حرم شریف میں شکار کو مارنا) یقینی طور پر حرام ہے، اور اسی اصل پر جب اس نے اس حرام کا ارتکاب کیا تو کیا وہ اس کا ضامن ہو گا یا نہیں؟ اس معاملہ میں امام شافعی کے دو مشہور اقوال ہیں: قولِ جدید یہ ہے کہ وہ ضامن نہیں ہو گا (یعنی اس سے تاوان نہیں لیا جائے گا)، اور قولِ قدیم یہ ہے کہ وہ ضامن ہو گا (یعنی اس سے تاوان لیا جائے گا)، امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ان دونوں اقوال کی دلیلیں دی ہیں۔ شافعیہ نے حدیثِ سعد رضی اللہ کی روشنی میں قاتل کا سامان ضبط کرنے سے متعلق دو ضعیف جواب دیے ہیں، ایک جواب شیخ ابو حامد نے دیا ہے جو ان کی غلطی پر محمول ہے، اور دوسرا جواب قاضی ابو طیب اور ایک جماعت نے دیا ہے۔ ان کے مطابق یہ مالی سزائیں تھیں جو اب منسوخ ہو چکی ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں: یہ دونوں جواب نہ صرف ضعیف بلکہ باطل ہیں، اور مذہبِ مختار قدیم قول کا راجح ہونا ہے جس کے مطابق سزا لازم ہے، سزا یہ ہے کہ قاتل کا سامان ضبط کر لیا جائے کیونکہ اس میں صحیح احادیث بغیر کسی معارض کے موجود ہیں، واللہ اعلم۔"

امام مقدسی حنبلی سے ایک شرط کے ساتھ جواز کا قول منقول ہے، شرط یہ ہے کہ ظالم حکام کا اس مال کو غصب کرنا جائز نہیں ہے۔[24]

علامہ ابن تیمیہ تعزیر بالمال کے جواز کے زبردست قائل ہیں بلکہ آپ نے اپنی تصانیف میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ شیخ نے مختلف فقہی مذاہب میں تعزیر بالمال کے جواز کا قول ذکر کیا ہے اور عدمِ جواز کے قائلین کو غلطی پر قرار دیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

---

[23] ۔النووی، یحیٰی بن شرف الشافعی، ابو زکریا، محیی الدین، المجموع شرح المہذّب: کتاب الحج، لبنان، بیروت، دار الفکر، س ن، 481/7۔

Al Naw'wī, Yaḥyā Bin Sharf Al Shāfiʿī, Abu Zakariā, Moḥy id Dīn, Al Majmūʿ Sharḥ Al Muhadhab: Kitāb Al Ḥaj, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Fikr, 481/7.

[24] ۔المقدسی، موسیٰ بن احمد الصالحی الحنبلی، شرف الدین، الاقناع فی فقه الامام احمد بن حنبل: کتاب الحدود، باب التعزیر، بیروت، دار المعرفۃ، 270/4۔

Al Muqaddasī, Mūsā Bin Aḥmad Al Ṣāliḥī Al Ḥanbalī, Sharf ud Dīn, Al Iqnāʿ Fi Fiqh il Imām Aḥmad Bin Ḥanbal: Kitāb ul Ḥudūd, Bāb ut Taʿzīr, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Maʿrifah, 270/4.

"أَلتَّعْزِيرُ بِالْعُقُوبَاتِ الْمَالِيَّةِ مَشْرُوعٌ أَيْضًا فِي مَوَاضِعَ مَخْصُوصَةٍ فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ، وَمَذْهَبِ أَحْمَد فِي مَوَاضِعَ بِلَا نِزَاعٍ عَنْهُ، وَفِي مَوَاضِعَ فِيهَا نِزَاعٌ عَنْهُ، وَ الشَّافِعِيُّ فِي قَوْلٍ وَإِنْ تَنَازَعُوا فِي تَفْصِيلِ ذٰلِكَ۔" [25]

"امام مالک رحمہ اللہ کے مشہور مذہب میں بعض مخصوص مواقع پر مالی سزائیں جائز ہیں، امام احمد کا مذہب کچھ جگہوں پر بغیر نزاع کے جواز کا ہے اور کچھ جگہوں پر آپ سے نزاع منقول ہے، اور امام شافعی کا ایک قول جواز کا ہے اگرچہ فقہاء نے اس کی تفصیل میں اختلاف کیا ہے۔"

علامہ ابن القیم الجوزیہ نے بھی کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ اسی طرح کی گفتگو کی ہے۔ انہوں نے احادیثِ رسول ﷺ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے کئی دلائل نقل کرکے ثابت کیا ہے کہ مالی سزائیں منسوخ نہیں ہوئیں بلکہ اوائلِ اسلام کی طرح اب بھی جائز ہیں۔[26]

تعزیر بالمال کے مجوزین کے دلائل:

مجوّزین حضرات نے قرآن کریم، احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور آثارِ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دلائل دے کر اپنے موقف کو تقویت بخشی ہے، ان قائلینِ جواز کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن کریم میں تعزیر بالمال سے متعلق آیاتِ بیّنات:

قرآن کریم میں کئی ایسی آیات موجود ہیں جو تعزیر بالمال کا جواز فراہم کرتی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ حضور سرورِ دوعالم ﷺ نے مسجدِ ضرار کو بطورِ سزا خود گرانے کا حکم دیا کیونکہ یہ مسجد مسلمانوں کو نقصان پہنچانے، کفر کو پھیلانے اور اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے بنائی گئی تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[25]۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم الحرانی، تقی الدین، الحسبة فی الاسلام: فصل التعزیر المالی، لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ص: 49۔

Ibn e Taymiyah, Aḥmad Bin Abdul Ḥalīm Al Ḥaranī, Taqī ud Dīn, Al Ḥasbah Fil Islām: Faṣl Al Taʿzīr ul Mālī, Lubnān, Bayrūt, Dār ul Kutub Al ʿilmiah, P:49.

[26]۔ابن القیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، ابوعبد اللہ، الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة: السعودیۃ، مکۃ المکرمۃ، دار عالم الفوائد، 1428ھ، 2/28-224۔

Ibn ul Qayyim Al Joziah, Muḥammad Bin Abi Bakr, Abu ʿAbdullāh, Al Ṭuruq ul Ḥukmiah Fis Siāsat Al Sharʿiah: Al Saūdiah, Makkā Al Mukarramah, Dār e ʿālam Al fawā'd, 1428 AH, 224-228/2 Briefly.

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِداً ضِرَاراً وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِرْصَاداً لِّمَنْ حَارَبَ اللهَ وَرَسُولَه مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلاَّ الْحُسْنَى وَاللهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾[27]

"اور وہ لوگ جنہوں نے (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور اس (ابوعامر نصرانی) جو (باہر سے لشکر لاکر) پہلے ہی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے جنگ (کا اعلان) کر چکا' کے انتظار کے لیے ایک مسجد (ضرار) بنائی اور (الگ مسجد بنانے کا پوچھا جائے تو) وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو (نماز اور ذکر ایسی) بھلائی کے سوا کوئی (دوسرا) ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔"

چنانچہ آقا کریم ﷺ کے حکم پر اس مسجد کو گرا کر اس کے ملبے کو جلا دیا گیا، یہی اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے، لہٰذا یہ آیت تعزیر بالمال کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

2۔ حضور رسالت مآب ﷺ نے یہودِ بنی نضیر کے کھجور کے درختوں اور دوسرے پیڑوں کو جلانے کا حکم دیا تاکہ وہ حصار کے دوران مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیں، چنانچہ اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِينَ﴾[28]

"(اے مسلمانو!) تم (میں سے بعض) نے (جلاوطن ہونے والے یہودیوں کے گھروں کے پاس) جو (بھی) کھجور کا درخت کاٹا (تاکہ انہیں اس کا بھی دکھ ہو) یا تم (میں سے بعض) نے (کسی درخت کے سایہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے) اسے اس کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا (اسے نہیں کاٹا) تو (ان دونوں میں سے ہر کام) اللہ کے حکم سے (ہی) تھا اور (اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے ان کے درخت کاٹنے کی اجازت) اس لیے (دی) کہ وہ (درخت کاٹنے کی اجازت دے کر) نافرمانوں (یہودیوں) کو (دنیا میں) ذلیل کرے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے فعل کی تائید میں یہ آیت نازل فرمائی جو تعزیر بالمال کا جواز فرہم کرتی ہے۔

---

[27]۔التوبۃ 9 : 107۔

Al-Tobah : 9 : 107.

[28]۔الحشر 59 : 5۔

Al-Ḥashr : 59 : 5.

احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تعزیر بالمال کے احکام:

حضور نبی کریم ﷺ نے متعدد بار جرم کی نوعیت کو دیکھ کر مجرم کے لیے سزا تجویز فرمائی ہے۔ کبھی آپ ﷺ نے مجرم کو جلاوطن کیا، کبھی قید کیا، کبھی ترکِ تعلقات کی سزا دی اور کبھی مالی جرمانہ کیا۔ تعزیر بالمال کے حوالے سے چند احادیث یہ ہیں:

1۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے درختوں پر لٹکے ہوئے پھلوں کی چوری سے متعلق سوال کیا گیا (کہ بغیر اجازت کے انہیں توڑا جاسکتا ہے یا نہیں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ سَرَقَ دُونَ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ، وَالْعُقُوبَةُ۔" [29]

"جس حاجت مند نے اسے (توڑ کر) کھالیا اور دامن میں انہیں جمع نہیں کیا تو اس پر کچھ ادائیگی لازم نہیں۔ اور جو (باغ میں سے) کچھ پھل وغیرہ (جمع کر کے) لے جائے تو اس کے اوپر اتنے پھلوں کا دوگنا دینا لازم ہے اور (اسے کوڑے مارنے کی) سزا بھی دی جائے گی۔ اور جس نے پھلوں کو اس جگہ سے 'جہاں انہیں جمع کیا جاتا ہے (خشک کرنے اور محفوظ کرنے کے لیے)' چوری کر لیا اور اس کی مقدار ڈھال کی قیمت کے برابر ہوگئی تو اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، اور جس نے اس (ڈھال کی قیمت) سے کم چوری کی تو اس کے اوپر اتنے پھلوں کا دوگنا ادا کرنا ضروری ہے اور (اسے کوڑے مارنے کی) سزا بھی دی جائے گی۔"

2۔ ایک دوسری حدیث مبارک میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ پہاڑ پر جو جانور چرتے ہوں ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[29]۔ النسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمٰن، السنن: کتاب قطع السارق، السوریۃ، حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1406ھ، الرقم: 4928، 8/85۔

Al-Nasāʾī, Aḥmad Bin Shuʿayb, Abū ʿAbdul Raḥmān, Al-Sunan: Kitāb u Qaṭʿ Al-Sāriq, Syriā, Ḥilab, Maktab Al Maṭbūāt Al-Islāmiah, 1406 AH, 85/8.

"هِيَ وَمِثْلُهَا وَالنَّكَالُ لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَاشِيَةِ قَطْعٌ، إِلَّا فِيمَا آوَاهُ الْمُرَاحُ، فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، فَفِيهِ قَطْعُ الْيَدِ، وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَات نَكَالًا۔" [30]

"اگر کوئی شخص اس قسم کا جانور چوری کرے تو وہ شخص وہ جانور واپس کر دے اور اس جیسا ایک اور جانور دے اور اسے سزا الگ دی جائے گی اور جانور کے چوری کرنے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا لیکن جو باڑہ کے اندر ہو اور اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر وہ ڈھال کی مالیت سے کم ہو تو وہ جانور واپس کرے اور اس جیسا ایک اور جانور بھی بطور جرمانہ دے اور سزا کے کوڑے بھی اسے لگائے جائیں گے (یعنی ایسا شخص کوڑے کی سزا کا مستحق ہے)۔"

ان دونوں احادیث کریمہ میں "فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ" کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تعزیر بالمال جائز ہے۔

3۔ حضرت بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے مانعینِ زکوٰۃ سے جرمانہ لینے کے متعلق ارشاد فرمایا:

"فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ [31]، لَا تُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا بِهَا، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَمَنْ مَنَعَهَا، فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِه عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ اللّٰهِ، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ۔" [32]

"جنگل میں چرنے والے ہر چالیس اونٹوں میں سے ایک بنت لبون کی ادئیگی لازم ہو گی اور اونٹوں کو اس کے حساب سے الگ نہیں کیا جائے گا، جو شخص اجر کے حصول کے لیے زکوٰۃ ادا کرے گا تو اس کو اس کا اجر ملے گا، اور

---

[30]۔ ابن الجارود، عبد اللہ بن علی النیسابوری، السنن: کتاب الطلاق، لبنان، بیروت، مؤسسۃ الکتاب الثقافیۃ، 1408ھ، الرقم:827، ص: 210۔

Ibn ul Jārūd, ʿAbdullah Bin ʿAlī Al-Nīsābūrī, Al-Sunan: kitāb ul Ṭalāq, Lubnān, bayrūt, Muʾassisat ul Kitāb Al-Thaqāfiah, 1408 AH, Ḥadīth: 827, P: 210.

[31]۔ ایسی اونٹنی جو دو سال کی ہو کر تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو' فقہِ اسلامی میں اسے بنتِ لبون کہتے ہیں۔

[32]۔ الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن السمرقندی، ابو محمد، السنن: کتاب الزکوٰۃ، السعودیۃ، دار المغنی للنشر والتوزیع، 1412ھ، الرقم: 1719، 1043/2۔

Al-Dārmī, ʿAbdullah Bin ʿAbdul Raḥmān Al-Samarqandī Abū Muḥammad, Al-Sunan: kitāb ul Zakāt, Al-Saūdiah, Dār ul Mughnī , 1412 AH, Ḥadīth: 1719, 1043/2.

جو شخص ادا نہیں کرے گا تو ہم وہ وصول کر لیں گے اور اس کے مال کا کچھ حصہ جرمانہ کے طور پر وصول کریں گے اور آل محمد کے لیے اس زکوٰۃ میں سے کچھ لینا جائز نہیں ہے۔"

یہ حدیث تعزیر بالمال کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ مانعِ زکوٰۃ کے مال کا ایک حصہ لینے کا حکم خود سید المرسلین ﷺ نے دیا۔

4۔ امام طحاوی نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي ضَالَّةِ الْإِبِلِ الْمَكْتُومَةِ غَرَامَتُهَا وَمِثْلُهَا مَعَهَا"[33]

"نبی کریم ﷺ نے چھپائے گئے گم شدہ اونٹ کے بارے میں حکم دیا کہ چھپانے والا اونٹ کے مالک کو دوگنا جرمانہ ادا کرے گا۔"

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے گم شدہ اونٹ کو چھپانے والے پر دوگنا جرمانہ کرنے کا حکم دیا اور یہی تعزیر بالمال ہے۔

آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تعزیر بالمال سے متعلقہ روایات:

صفحاتِ تاریخ اس بات پر شاہد ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تعزیرات میں مجرموں کو مختلف قسم کی سزائیں دی ہیں جن میں مالی سزائیں بھی شامل ہیں، مالی سزاؤں کے حوالے سے چند ایک روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

"وَجَدَ عُمَرُ فِي بَيْتِ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ خَمْرًا، وَقَدْ كَانَ جَلَدَهُ فِي الْخَمْرِ فَحَرَّقَ بَيْتَهُ، وَقَالَ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: رُوَيْشِدٌ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ فُوَيْسِقٌ۔"[34]

---

[33] الطحاوی، احمد بن محمد الحنفی، ابو جعفر، شرح معانی الآثار: کتاب الحدود، لبنان، بیروت، عالم الکتب، 1414ھ، الرقم: 4873، 146/3۔

Al-Ṭaḥāwī, Aḥmad Bin Muḥammad Al Ḥanfī, Abū Jaʿfar, Sharḥ Maʿānī Al Aāthār: kitāb ul Ḥudūd, Lubnān, bayrūt, ʿālam ul Kutub, 1414 AH, Ḥadīth: 4873, 146/3.

[34] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، ابو بکر، المصنف: کتاب اہل الکتاب، باب الخمر، لبنان، بیروت، المکتب الاسلامی، 1403ھ، الرقم: 10051، 76/6۔

Al-Ṣanʿānī, ʿAbdul Razzāq Bin Hammām, Abū Bakr, Al Muṣannaf: kitāb Ahl Al Kitāb, Bāb ul Khamr, Lubnān, bayrūt, Al Maktab Al Islāmī, 1403 AH, Ḥadīth: 10051, 76/6.

"حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو ثقیف کے ایک شخص کے گھر میں شراب پائی تو اسے کوڑوں کی سزا دی، پھر اس کے گھر کو جلا دیا، اور فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: رویشد (چھوٹی نیکی والا) ہے، فرمایا: بلکہ تو فویسق (گنہگار) ہے۔"

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی موجودگی کی وجہ سے رویشد کا گھر جلا کے اسے مالی نقصان پہنچایا ،اور یہی تعزیر بالمال ہے۔

2۔ حضرت یحییٰ بن عبد الرحمٰن رحمہا اللہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کی اونٹنی چوری کر کے اسے ذبح کر دیا، مقدمہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے حضرت کثیر بن صلت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان چوری کرنے والے غلاموں کے ہاتھ کاٹ دو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید غور وخوض کرنے کے بعد فرمایا:

"إِنِّي أَرَاك تُجِيعُهُمْ، وَاَللّٰهِ لَأُغَرِّمَنَّكَ غُرْمًا يَشُقُّ عَلَيْك، ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ: كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ؟ قَالَ: أَرْبَع مِائَةِ دِرْهَمٍ، قَالَ عُمَرُ: فَأَعْطِهِ ثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَم۔" [35]

"میرے خیال میں تم لوگ انہیں بھوکا رکھتے ہو، میں تمہیں اتنا جرمانہ کروں گا کہ تم تنگی محسوس کرو گے، پھر مزنی شخص سے پوچھا: تمہاری اونٹنی کی قیمت کتنی ہے؟ اس نے کہا: چار سو درہم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے آٹھ سو درہم ادا کر دو۔"

3۔ حضرت حارث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ وہ اپنے گھر میں شراب بنا کر اسے خود بھی پیتا ہے اور دوسروں کو بھی بیچتا ہے، آپ نے حکم دیا تو شراب کے برتنوں کو توڑ دیا گیا۔ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر کو جلا دیا، اس کا مال لے لیا، پھر اس کو کوڑے لگائے اور علاقہ بدر کر دیا۔[36]

---

[35] ابن حزم الظاہری، علی بن احمد الاندلسی، ابو محمد، المحلی بالآثار: کتاب السرقۃ، لبنان، بیروت، دار الفکر، 12/307۔
Ibn e Ḥazam Al Ẓāhirī, ʿAlī Bin Aḥmad Al Andalusī, Abū Muḥammad, Al Maḥallī Bil Aāthār: kitāb Al-Sariqah, Lubnān, bayrūt, Dār ul Fikr, 307/12.

[36] المقدسی، محمد بن مفلح الرامینی الحنبلی، ابو عبد اللہ، الآداب الشرعیۃ و المنح المرعیۃ: فصل فی البیت الذی فیہ الخمر، لبنان، بیروت، عالم الکتب، 1/197۔

تعزیر بالمال کے مانعین کے دلائل اور ان کے جوابات:

چاروں فقہی مذاہب میں جمہور ائمہ فقہاء تعزیر بالمال کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں ادلۂ اربعہ یعنی قرآن، حدیث، اجماعِ امت اور قیاس کی روشنی میں دلائل دیے ہیں، جمہور ائمہ کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے استدلال:

عدمِ جواز کے قائلین کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ قرآن وسنت میں تعزیر بالمال کے جواز پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے، لہٰذا مالی جرمانہ کے طور پر مسلمان کا مال لینا باطل اور ناحق طریقے سے ہڑپ کرنے جیسا ہوگا، جب کہ قرآن کریم کی کئی آیات مبارکہ میں ایسے کسی بھی عمل سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

1۔﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[37]

"اور (اے لوگو!) تم آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ ہی ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس لیے پہنچاؤ کہ جان بوجھ کر گناہ کے ساتھ لوگوں کا کچھ مال کھاؤ۔"

2۔﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[38]

" اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ وہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

3۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Al-Muqaddasī, Muḥammad Bin Mufleḥ Al Rāmīnī Al Ḥanbalī, Abū ʿAbdullāh, Al āadāb ul Sharʿiah Wal Manḥ ul Marʿiah: Faṣl Fil Bait Alladhī Fīhil Khamr, Lubnān, bayrūt, ʿAlam Al Kutub, 197/1.

[37] البقرۃ: 2 : 188۔

Al-Baqarah : 2 : 188.

[38] النساء: 4: 29۔

Al-Nisāa ʾ : 4 : 29.

"أَلَا وَإِنَّ الْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ , لَا يَحِلُّ لَهُ دَمُهُ وَلَا شَيْءٌ مِنْ مَالِهِ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسِهِ۔"[39]

"خبر دار! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس کے لیے اس کا خون حلال نہیں ہے اور نہ ہی اس کے مال میں سے کچھ حلال ہے سوائے اس کی دلی رضامندی کے۔"

4۔ حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب رب العالمین ﷺ کو خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر سنا:

"فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا۔" [40]

"پس بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس مہینے (ماہِ ذی الحجہ) اور تمہارے اس شہر (مکۃ المکرمہ) میں، تمہارے اس دن (یوم عرفہ) کی حرمت ہے۔"

مذکورہ بالا آیات بیّنات اور احادیث مبارکہ عام ہیں، اور اس معاملے میں واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کے مال کو باطل طریقے سے کھانے کو ناجائز قرار دیا ہے، اور مسلمان کے مال کو بطورِ تعزیر لینا باطل طریقے سے کھانا ہے جو کہ ناجائز ہے، لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ تعزیر بالمال جائز نہیں ہے کیونکہ سببِ شرعی کے بغیر کسی مسلمان کا مال لینا دوسرے مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔

مجوّزین کی طرف سے مذکورہ دلائل کے جوابات:

شیخ عبد العزیز العمیقان نے ان دلائل کے دو جوابات دیے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

"1۔ أن هذه الأدلة عامة، والأدلة على جواز التعزير بالمال خاصة، فيخصص الخاص العام۔

---

[39] الدار قطنی، علی بن عمر البغدادی، ابو الحسن، السنن: کتاب البیوع، لبنان، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1424ھ، الرقم: 2881، 422/3۔

Al Dār Quṭnī, ʿAlī Bin Umar Al Baghdādī, Abu Al Ḥasan, Al-Sunan: kitāb ul Buyū ʿ, Lubnān, bayrūt, Muʾassisat ul Risālah, 1424 AH, Ḥadīth: 2881, 422/3.

[40] الموصلی، احمد بن علی التمیمی، ابو یعلیٰ، **المعجم**: باب العین، الباکستان، فیصل آباد، ادارۃ العلوم الاثریۃ، 1407ھ، الرقم: 243، ص: 204۔

Al Mūṣlī, Aḥmad Bin ʿAlī Al-Tamīmī, Abu Yaʿlā, Al Mojam: Bāb ul ʿayn, Pakistān, Faisalabād, Idārat ul ʿUlm Al Athriah, 1407 AH, Ḥadīth: 243, P: 204.

2- أنا لا نسلم أن أخذ المال تعزيراً أخذ للمال بغير حق وبدون مقابل، فإنه في مقابل الجرم والمعصية التي حصلت منه۔" [41]

1"۔ یہ دلیلیں عام ہیں اور تعزیز بالمال کے جواز پر ادلہ خاص ہیں، تو خاص نے عموم میں تخصیص کر دی ہے۔

2۔ ہم تو یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ بطورِ سزا مال کا لینا بغیر حق اور بغیر مقابل کے ہے کیونکہ یہ (تعزیر بالمال) اس جرم اور نافرمانی کے

مقابلے میں ہے جو مال کے حصول کا سبب بنی ہے۔"

مفتی اختر امام عادل قاسمی ان دلائل کے جواب میں لکھتے ہیں:

"مگر ان روایات سے استدلال کمزور ہے، اس لیے ان میں اس مسلمان کا مال لینے سے منع کیا گیا ہے جو کسی گناہ اور جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو، لیکن اگر کوئی مسلمان کسی جرم کا مرتکب ہوا ہے تو اس پر جس طرح جسمانی سزا عائد کی جاسکتی ہے' اسی طرح مالی سزا بھی عائد کی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ مسلمان کا مال تو طیبِ نفس سے حلال ہو جاتا ہے لیکن اس کی جان طیبِ نفس سے بھی حلال نہیں ہوتی، لہٰذا جب کسی مسلمان نے جرم کیا اور پھر سزا کے طور پر اس کی جان کو کوئی نقصان پہنچایا جائے تو یہ سب کے نزدیک جائز ہے، تو پھر مال جو طیبِ نفس سے حلال ہو جاتا ہے' وہ جرم کے ارتکاب میں بطریقِ اولیٰ جائز ہو جانا چاہیے۔"[42]

تعزیر بالمال کے نسخ پر اجماع:

عدمِ جواز کے قائلین کی تیسری دلیل یہ ہے کہ تعزیر بالمال کا حکم اوائلِ اسلام میں تھا' مگر اب منسوخ ہو چکا ہے اور اس نسخ پر اجماع ہے، نسخ کی بات سب سے پہلے امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ کی کتب میں ملتی ہے، آپ نے احادیث و آثارِ صحابہ کرام سے تعزیرِ مالی کے جواز کی کئی روایات نقل کی ہیں، لیکن یہ روایات نقل کرنے کے بعد آپ نے مالی جرمانوں کے نسخ کی بحث کی ہے جس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[41] العمیقان، عبد العزیز، الدکتور، التعزیرات المادیة فی الشریعة الاسلامیة: ص:144۔

Al ʿAmīqān, ʿAbdul ʿAzīz, Doctor, Al-Taʿzīrāt ul Mādiah Fi Al Sharī ʿat Al Islāmiah: P: 144.

[42] قاسمی، اختر امام عادل، مفتی، مالی جرمانہ کی شرعی حیثیت، تحقیق و تنقیح: انڈیا، بہار، جامعہ ربانی منورواشریف، ص:16۔

Qāsmī, Akhtar Imām ādil, Muftī, Mālī Jurmānah kī Sharʿī Ḥaythiat, Taḥqīq Wa Tanqīḥ: Indiā, Bihār, Jāmʿah Rabbānī Manorwā Sharīf, P: 16.

"فَكَانَتِ الْعُقُوبَاتُ جَارِيَةً فِيمَا ذُكِرَ فِي هَذِهِ الْآثَارِ عَلَى مَا ذُكِرَ فِيهَا حَتَّى نُسِخَ ذَلِكَ بِتَحْرِيمِ الرِّبَا، فَعَادَ الْأَمْرُ إِلَى أَنْ لَا يُؤْخَذَ مِمَّنْ أَخَذَ شَيْئًا إِلَّا مِثْلُ مَا أَخَذَ وَإِنَّ الْعُقُوبَاتِ لَا تَجِبُ فِي الْأَمْوَالِ بِانْتِهَاكِ الْحُرُمَاتِ الَّتِي هِيَ غَيْرُ أَمْوَالٍ۔" [43]

"پس سزائیں ان مذکورہ بالا آثار میں بیان کردہ جرمانے کی صورت میں جاری کی گئیں یہاں تک کہ یہ حکم ربا کی حرمت کے ساتھ منسوخ ہو گیا، پس دوبارہ یہ حکم لاگو کر دیا گیا کہ جس کسی نے کسی سے جو چیز لی ہو گی' وہ اسی کی مثل ادا کرے گا، اور غیر مالی حرمات کے ارتکاب کی صورت میں اموال میں سزائیں لازم نہیں ہوں گی۔"

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مالی تعزیر کے نسخ کی دلیل ناقۃ البراء بن عازب رضی اللہ والی حدیث کو قرار دیا ہے کیونکہ آقا کریم ﷺ نے اس واقعہ میں دوگنا جرمانہ نافذ نہیں فرمایا، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَا تُضَعَّفُ الْغَرَامَةُ عَلَى أَحَدٍ فِي شَيْءٍ، إِنَّمَا الْعُقُوبَةُ فِي الْأَبْدَانِ لَا فِي الْأَمْوَالِ، وَإِنَّمَا تَرَكْنَا تَضْعِيفَ الْغَرَامَةِ مِنْ قِبَلِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيمَا أَفْسَدَتْ نَاقَةُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ، وَمَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي بِاللَّيْلِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى أَهْلِهَا، قَالَ: فَإِنَّمَا يَضْمَنُونَهُ بِالْقِيمَةِ لَا بِقِيمَتَيْنِ۔" [44]

"کسی شخص پر کسی چیز کا دوگنا جرمانہ نہیں کیا جائے گا، سزائیں مالوں میں نہیں بلکہ جسموں پر نافذ کی جائیں گی، اور ہم نے دوگنا جرمانہ کے اپنے قدیم قول کو چھوڑ دیا ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ کی اونٹنی نے کسی کے باغ میں داخل ہو کر ان کے پھلوں کا نقصان کر دیا تھا، تو حضور سرورِ دوعالم ﷺ نے اس معاملے میں فیصلہ فرمایا کہ دن کے وقت مال والوں پر اس مال کی حفاظت کرنا لازم ہے، اور چوپائے رات کو جو نقصان کریں تو ان کے مالک اس نقصان کے ضامن ہوں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ اس نقصان کی قیمت کے ضامن ہوں گے نہ کہ ڈبل قیمت ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔"

---

[43] الطحاوی، احمد بن محمد الحنفی، شرح معانی الآثار: کتاب الحدود، الرقم:4874، 3/146۔

Al-Ṭaḥāwī, Aḥmad Bin Muḥammad Al Ḥanfī, Sharḥ Maʿ ānī Al Aāthār: kitāb ul Ḥudūd, Ḥadīth: 4873, 146/3.

[44] البیہقی، احمد بن الحسین الخراسانی، ابو بکر، السنن الکبریٰ: کتاب السرقۃ، لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ، الرقم: 17288، 8/484۔

Al Bayhaqī, Aḥmad Bin Al Ḥussain Al Khurāsānī, Abū Bakr, Al-Sunan Al Kubrā: kitāb ul Sariqah, Lubnān, bayrūt, Dār ul Kutub Al ʿilmiah, 1424 AH, Ḥadīth: 17288, 484/8.

علامہ ابن رشد المالکی رحمہ اللہ تعزیراتِ مالیہ کے نسخ پر اجماع ذکر کرتے ہیں اور ایسی تمام روایات جن میں مالی جرمانے وصول کرنے کا ذکر موجود ہے، انہیں نقل کر کے منسوخ قرار دیتے ہیں۔[45]

قائلین کی طرف سے تعزیر بالمال کے نسخ پر اجماع کا جواب:

علامہ علی بن خلیل الطرابلسی الحنفی رحمہ اللہ نے طاقتور لہجہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قولِ جواز کو ترجیح دی ہے، آپ لکھتے ہیں:

"يَجُوزُ التَّعْزِيرُ بِأَخْذِ الْمَالِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي يُوسُفَ، وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ، وَمَنْ قَالَ: إنَّ الْعُقُوبَةَ الْمَالِيَّةَ مَنْسُوخَةٌ فَقَدْ غَلِطَ عَلَى مَذَاهِبِ الْأَئِمَّةِ نَقْلًا وَاسْتِدْلَالًا، وَلَيْسَ بِسَهْلٍ دَعْوَى نَسْخِهَا، وَفِعْلُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَأَكَابِرِ الصَّحَابَةِ لَهَا بَعْدَ مَوْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبْطِلٌ لِدَعْوَى نَسْخِهَا۔"[46]

"مالی تعزیر کا جواز امام ابو یوسف کا مسلک ہے اور اسی کے قائل امام مالک بھی ہیں اور جن لوگوں نے مالی سزاؤں کے نسخ کا دعویٰ کیا ہے، ان لوگوں نے ائمہ کے مذاہب کی طرف روایت اور استدلال کے طور پر غلط نسبت کی ہے اور ان کا نسخ کا دعویٰ آسان نہیں ہے، اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاءِ راشدین اور اکابرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل ان کے نسخ کے دعویٰ کو باطل کرنے والا ہے۔"

امام نووی رحمہ اللہ نے نسخ کے دعویٰ کو غیر مقبول اور تاریخ سے عدمِ واقفیت کا نتیجہ قرار دیا ہے، آپ رقم فرماتے ہیں:

---

[45] ابن رشد، محمد بن احمد القرطبی المالکی، ابو الولید، البیان والتحصیل: کتاب السلطان، لبنان، بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1408ھ، 320/9۔

Ibn e Rushd̄, Muḥammad Bin Aḥmad Al Qurtubī Al Malikī, Abū Al Walīd, Al Bayān Wa Al-Taḥṣīl: kitāb ul Sultān, Lubnān, bayrūt, Dār ul Gharb Al Islāmī, 1408 AH, 320/9.

[46] الطرابلسی، علی بن خلیل الحنفی، معین الحکام: فصل اصل التعزیر والعقوبۃ، ص:195۔

Al Ṭarābalisī, ʿAlī Bin Khalīl Al Ḥanfī, Muʿīn Al Ḥukkām: Faṣl Aṣl ut Taʿzīr Wa Al ʿuqūbah, P: 195.

"وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ: حَدِيثُ بَهْزٍ [47] هٰذَا مَنْسُوخٌ، وَتَعَقَّبَهُ النَّوَوِيُّ بِأَنَّ الَّذِي ادَّعَوْهُ مِنْ كَوْنِ الْعُقُوبَةِ كَانَتْ بِالْأَمْوَالِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَلَا مَعْرُوفٍ، وَدَعْوَى النَّسْخِ غَيْرُ مَقْبُولَةٍ مَعَ الْجَهْلِ بِالتَّارِيخِ۔" [48]

"اور امام بیہقی رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ دیگر نے حدیث بہز بن حکیم رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا: یہ (تعزیر بالمال) منسوخ ہے، لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا: جس شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مالی سزائیں اسلام کے آغاز میں تھیں تو اس کا دعویٰ ثابت نہیں ہے اور نہ ہی معروف ہے، اور منسوخ ہونے کا دعویٰ تاریخ سے ناواقفیت کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔"

امام شافعی رحمہ اللہ نے مالی تعزیر کے نسخ کی دلیل ناقۃ البراء بن عازب رضی اللہ والی حدیث کو قرار دیا ہے کیونکہ آقا کریم ﷺ نے اس واقعہ میں دوگنا جرمانہ نافذ نہیں فرمایا، قاضی شوکانی اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

"وَلَا يَخْفٰى أَنَّ تَرْكَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُعَاقَبَةِ بِأَخْذِ الْمَالِ فِي هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ لَا يَسْتَلْزِمُ التَّرْكَ مُطْلَقًا وَلَا يَصْلُحُ لِلتَّمَسُّكِ بِهٖ عَلٰى عَدَمِ الْجَوَازِ وَجَعْلِهٖ نَاسِخًا أَلْبَتَّةَ۔" [49]

---

[47] حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے، اور وہ بہز کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مانعینِ زکوۃ سے جرمانہ لینے کے متعلق فرمایا:

"فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ، لَا تُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا بِهَا، فَلَهٗ أَجْرُهَا، وَمَنْ مَنَعَهَا، فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِهٖ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ اللّٰهِ، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ۔"

(الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن السمرقندی، السنن: کتاب الزکوۃ، الرقم:1719، 2/1043)

(Al-Dārmī, ʿAbdullah Bin ʿAbdul Raḥmān Al-Samarqandī, Al-Sunan: kitāb ul Zakāt, Ḥadīth: 1719, 1043/2)

[48] العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، الحافظ، التلخیص الحبیر: کتاب الزکوۃ، لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ، الرقم:829، 2/357۔

Al ʿAsqalānī, Aḥmad Bin ʿAlī Bin Ḥajar, Al Ḥāfiẓ, Al-Talkhīṣ Al Ḥabīr: kitāb ul Zakāt, Lubnān, bayrūt, Dār ul Kutub Al ʿilmiah, 1419 AH, Ḥadīth: 829, 357/2.

[49] الشوکانی، محمد بن علی الیمنی الحنبلی، نیل الاوطار: کتاب الزکوۃ، مصر، القاہرۃ، دار الحدیث، 1413ھ، 4/147۔

Al-Shokānī, Muḥammad Bin ʿAlī Al Yamnī Al Ḥanbalī, Nayl ul Awṭār: kitāb ul Zakāt, Egypt, Alqāhirah, Dār ul Ḥadīth, 1413 AH, 147/4.

"اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا اس واقعہ میں مالی سزا کو ترک کر دینا مطلقاً مالی تعزیر کے ترک کو مستلزم نہیں ہے، اور نہ ہی یہ عدم جواز اور نسخ کی دلیل بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔"

علامہ ابن تیمیہ نے بڑے شد و مد سے نہ صرف تعزیر بالمال کے منسوخ ہونے کی مخالفت کی ہے بلکہ انہوں نے ان اہلِ علم پر بھی سخت تنقید کی ہے جنہوں نے امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کی طرف تعزیرِ مالی کے عدمِ جواز کو منسوب کیا ہے، علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"وَمَنْ قَالَ: إنَّ الْعُقُوبَاتِ الْمَالِيَّةَ مَنْسُوخَةٌ، وَأَطْلَقَ ذٰلِكَ عَنْ أَصْحَابِ مَالِكٍ وَأَحْمَد فَقَدْ غَلِطَ عَلٰى مَذْهَبِهِمَا، وَمَنْ قَالَهُ مُطْلَقًا مِنْ أَيِّ مَذْهَبٍ كَانَ: فَقَدْ قَالَ قَوْلًا بِلَا دَلِيلٍ، وَلَمْ يَجِئْ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ شَيْءٌ قَطُّ يَقْتَضِي أَنَّهُ حَرَّمَ جَمِيعَ الْعُقُوبَاتِ الْمَالِيَّةِ؛ بَلْ أَخَذَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ وَأَكَابِرُ أَصْحَابِهِ بِذٰلِكَ بَعْدَ مَوْتِهِ ﷺ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ ذٰلِكَ مُحْكَمٌ غَيْرُ مَنْسُوخٍ۔" [50]

"جن لوگوں نے یہ کہا کہ مالی سزائیں منسوخ ہیں اور مطلق اصحابِ مالک و احمد رحمہما اللہ کی طرف اس کی نسبت کی ہے، ان لوگوں نے ان کے مذہب کی طرف غلط نسبت کی ہے۔ اور جن لوگوں نے مطلقاً یہ بات کہہ دی کہ کسی بھی مذہب میں مالی سزا جائز نہیں ہیں، ان لوگوں کی یہ بات بالکل بلا دلیل ہے کیونکہ آقا کریم ﷺ سے کوئی ایسی چیز ثابت نہیں ہے جو اس بات کا تقاضہ کرتی ہو کہ تمام مالی سزائیں حرام ہیں، بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین اور اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس (مالی تعزیر) پر عمل رہا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سزا قائم ہے اور منسوخ نہیں ہے۔"

علامہ ابن قیم نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جو لوگ تعزیرِ مالی کے نسخ اور عدمِ جواز کے قائل ہیں، دراصل ان کا مذہب کسی یقینی دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ قبول اور رد کے اندازہ پر قائم ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

"وَالْمُدَّعُونَ لِلنَّسْخِ لَيْسَ مَعَهُمْ كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ، وَلَا إجْمَاعٌ يُصَحِّحُ دَعْوَاهُمْ، إلَّا أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: مَذْهَبُ أَصْحَابِنَا عَدَمُ جَوَازِهَا، فَمَذْهَبُ أَصْحَابِهِ عِيَارٌ عَلَى الْقَبُولِ وَالرَّدِّ، وَإِذَا ارْتَفَعَ عَنْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ، ادَّعٰى أَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ بِالْإِجْمَاعِ، وَهٰذَا غَلَطٌ أَيْضًا.

---

[50] ابن تیمیۃ، احمد بن عبد الحلیم الحرانی، تقی الدین، مجموع الفتاویٰ: رسالۃ: الحسبۃ فی الاسلام، فصل التعزیر بالعقوبات المالیۃ، السعودیۃ، المدینۃ المنورۃ، مجمع الملک فہد، 1416ھ، 28/111۔

Ibn e Taymiyah, Aḥmad Bin Abdul Ḥalīm Al Ḥaranī, Taqī ud Dīn, Majmūʿul Fatāwā, Al Ḥasbah Fil Islām: Faṣl Al Taʿzīr Bilʿuqūbāt Al Māliah, Al Saūdiah, Al Madīnah, Majmaʿ Al Malik Fahd, 1416 AH, 111/28.

فَإِنَّ الْأُمَّةَ لَمْ تُجْمِعْ عَلٰى نَسْخِهَا، وَمُحَالٌ أَنْ يَنْسَخَ الْإِجْمَاعُ السُّنَّةَ، وَلٰكِنْ لَوْ ثَبَتَ الْإِجْمَاعُ لَكَانَ دَلِيلًا عَلٰى نَصٍّ نَاسِخٍ۔" [51]

"جو لوگ نسخ کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کے ساتھ نہ کتاب ہے، نہ ہی سنت اور نہ اجماع سے ہی ان کے دعویٰ کی تائید ہوتی ہے، پھر بھی ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ ہمارے اصحاب کا مذہب عدمِ جواز کا ہے، چنانچہ ان کے اصحاب کا مذہب قبول ورد کے اندازہ پر قائم ہے۔ اور جب اس طبقہ سے اندازہ اٹھ گیا تو انہوں نے بالاجماع نسخ کا دعویٰ کر دیا جو کہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس کے منسوخ ہونے پر امت کا اجماع ہی نہیں ہے، اور یہ محال ہے کہ اجماع' سنت کو منسوخ کر دے لیکن اگر اجماع ثابت ہو جائے تو نص ناسخ کے طور پر وہ دلیل ہو گا۔"

تعزیر بالمال کے عدمِ جواز پر عقلی دلیل اور اس کا جواب:

مانعین حضرات کی عقلی دلیل یہ ہے کہ اگر مال لینے کی اجازت دے دی جائے تو حکام من مانی کریں گے، وہ جس طرح چاہیں گے اور جتنا چاہیں گے 'لوگوں پر ظلم کر کے مال وصول کریں گے، اس طرح حرام کمائی کا ایک راستہ نکل آئے گا۔

اس دلیل کا جواب عبد القادر عودہ شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"و فی عصرنا الحاضر حیث نظمت شئون الدولة و روقیت أموالها، و حیث تقرر الهیئة التشریعیة الحد الأدنی و الحد الأعلی للغرامة، و حیث ترک توقیع العقوبات للمحاکم، لم یعد ہنا محل للخوف من مصادرة أموال الناس بالباطل۔" [52]

---

[51] ابن القیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، ابو عبد اللہ، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ : باب التعزیر بالعقوبات المالیۃ، 692/2۔

Ibn ul Qayyim Al Joziah, Muḥammad Bin Abi Bakr, Abu ʿAbdullāh, Al Ṭuruq ul Ḥukmiah Fis Siāsat Al Sharʿiah: Bāb Al Taʿzīr Bilʿuqūbāt Al Māliah, P: 692/2.

[52] عودۃ، عبد القادر، التشریع الجنائی الاسلامی: الکتاب الثانی، الباب الثانی، الفصل الرابع: عقوبات التعازیر، لبنان، بیروت، دار الکاتب العربی، 706/1۔

ʿAwdah, ʿAbdul Qādir, Al-Tashrī ʿAl Janā ʾī Al Islāmī: Al kitāb Al Thānī, Al Bāb Al Thānī, Al Faṣl Al-Rabiʿ: ʿUqūbāt Al-Taʿāzīr, Lubnān, bayrūt, Dār ul Kātib Al ʿArabī, 706/1.

"اور ہمارے زمانہ میں جب کہ حکومتی امور منظم کیے جاچکے ہیں اور مال کی نگرانی کی جاتی ہے اور مجلس قانون ساز نے جرمانہ کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم مقدار متعین کر دی ہے اور جب کہ سزاؤں کا تعین کرنا عدالتوں کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے، اب باطل طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے کا خوف اور اندیشہ بالکل بے جا ہے۔"

تعزیر بالمال کے مجوّزین ومانعین کی آراء کا جائزہ:

مذکورہ بالا صفحات میں راقم نے چاروں فقہی مذاہب میں تعزیر بالمال کے جواز وعدمِ جواز کے قائلین اہلِ علم حضرات کی آراء و نظریات اور ان کے دلائلِ عقلیہ ونقلیہ بالتفصیل بیان کیے ہیں جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ کسی بھی مذہب کے فقہاء عظام کے مابین عدمِ جواز پر کلی طور پر اتفاقِ رائے موجود نہیں ہے، اور جملہ مسالکِ فقہیہ کے ہاں ایسے قابلِ قدر علماء کرام موجود ہیں جو مالی سزاؤں کے جواز کے قائل ہیں۔ بالخصوص احناف میں سے امام قاضی ابو یوسف، علامہ علاؤ الدین الطرابلسی الحنفی و دیگر، مالکیہ میں سے علامہ ابن فرحون المالکی اور حنابلہ میں سے علامہ ابن تیمیہ الحرانی اور علامہ ابن قیم الجوزیہ تعزیراتِ مالیہ کے جواز کے پرزور حامی ہیں۔ ان حضرات نے دلائلِ قاہرہ اور حجج باہرہ سے ثابت کیا ہے کہ تعزیر بالمال کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ اوائلِ اسلام کی طرح یہ اب بھی جائز ہے۔ شافعیہ میں سے امام نووی اور دیگر فقہاء سے بعض صورتوں میں مالی سزا کا جواز ثابت ہے۔

اس ساری بحث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عدمِ جواز کے مقابلے میں دوسری طرف بھی معتبر و معتمد علماء کرام موجود ہیں جو تعزیرِ

مالی کے جواز کے حامی اور وکیل ہیں، دونوں نظریات کے حاملین کے پاس قرآن وسنت سے دلائل موجود ہیں اور دونوں نے اجماع و قیاس سے اپنے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی سعیِ جمیل کی ہے۔ اس لیے جب مسئلۂ زیرِ بحث دلائل و براہین کی روشنی میں مختلف فیہ ہے تو اس میں عدمِ جواز کی شدت خود بخود کم ہو جاتی ہے اور جواز کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ حلال و حرام کی بجائے اصول کے مطابق زیادہ سے زیادہ مکروہ و غیر مکروہ کا رہ جاتا ہے، اور مضبوط دلائل کی بنیاد پر کسی جانب بھی انسان کا میلانِ طبع ہو جائے تو اسے قابلِ طعن نہیں قرار دیا جاسکتا، اور نہ ہی اس پر خارج عن المذہب کا فتویٰ جاری کیا جاسکتا ہے۔

عصرِ حاضر میں قولِ راجح اور وجوہِ ترجیح:

تعزیر بالمال کے قائلینِ عدمِ جواز اور موافقینِ جواز کے دلائل کا تجزیاتی مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جواز کے دلائل زیادہ قوی ہیں، اس کی متعدد وجوہات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تعزیر بالمال کے قائلینِ جواز کی دلیلیں زیادہ صحیح ہیں اور ان کا استدلال زیادہ قوی ہے، اس لیے قولِ جواز ہی راجح ہے۔

2۔ عدمِ جواز کی دلیلیں عام ہیں جب کہ جواز کی دلیلیں خاص ہیں، اور اصل یہ ہے کہ خاص کو عام پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، لہٰذا جواز کو عدمِ جواز پر ترجیح حاصل ہے۔

3۔ مجرمین کو سزائیں ضرورت وحاجت کی وجہ سے دی جاتی ہیں، اور ہر جرم ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں قید و بند اور مارنے کی صعوبتوں میں مبتلا کیا جائے بلکہ کبھی جرمانہ کرنے سے ہی معاملہ سلجھ جاتا ہے، لہٰذا ضرورت وحاجت کی وجہ سے مالی سزا جائز ہے۔

4۔ تعزیر میں اصل یہ ہے کہ وہ حاکم کی صوابدید پر موقوف ہے کہ حاکم جس میں مصلحت سمجھے' وہ سزا تجویز کرے، اس لیے حاکم مالی سزا بھی تجویز کر سکتا ہے، اس کے لیے اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ اور خلفاءِ راشدین نے مالی سزائیں دیں۔ علامہ بدر الدین العینی رحمہ اللہ نے تعزیر بالمال کے حوالے سے تفصیلی بحث کی ہے اور عہدِ رسالت مآب ﷺ اور عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کئی واقعات نقل کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ادوارِ مبارکہ میں مالی سزائیں دی جاتی تھیں، آپ نے تعزیرِ مالی کے بارے میں امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام زہری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد اسی (کسی کی اونٹنی کو ہلاک کرنے کی صورت میں تین گنا مالی جرمانہ کرنے) پر عمل کرتے تھے۔ علامہ عینی آخر میں اپنی رائے بیان فرماتے ہیں:

"قلت: هذا محمول منهم على السياسة زيادة في الزجر والعقوبة۔" [53]

"میں کہتا ہوں: یہ سب واقعات 'جن میں زجر و توبیخ ور سزا میں اضافہ بیان کیا گیا ہے' سیاست پر محمول ہیں"۔

---

[53] العینی، محمود بن احمد، ابو محمد، بدر الدین، نخب الافکار فی شرح معانی الآثار: کتاب الحدود، قطر، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیۃ، 1429ھ، 15/494۔

Alʿ Aynī, Maḥmūd Bin Aḥmad, Abū Muḥammad, Badr ud Dīn, Nukhub Al Afkār Fi Sharḥ Maʿānī Al Aāthār: kitāb ul Ḥudūd, Qaṭar, Ministry of Aoqaf and Islamic Affairs, 1429 AH, 494/15.

علامہ عینی رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ مجرم پر سیاست اور مصلحت کے تحت جرمانہ کیا جاسکتا ہے، اور تعزیری سزا کو کم یا زیادہ بھی کیا جاسکتا ہے، نیز عصرِ حاضر میں سب جگہ کسی بھی جرم کے بدلہ میں مالی سزا ہی دی جاتی ہے، اس لیے مصلحت کا تقاضا بھی جواز ہی ہے۔

5۔ عصرِ حاضر میں اسلام کے قانونِ حدود و تعزیرات کے نفاذ کا عملاً فقدان ہے جس کی وجہ سے بہت سے سماجی مسائل مالی جرمانوں کے ذریعے حل کیے جاتے ہیں، لہٰذا مالی جرمانوں کے جواز میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ تعامل پر عمل کرنا جائز ہوتا ہے۔

6۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ قاضی القضاۃ تھے، آپ کا قولِ جواز تجربات اور حقائق پر مبنی ہے، اور تعزیرات کا تعلق بھی زیادہ تر عہدۂ قضاء سے ہے، اس لیے مناسب یہی محسوس ہوتا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قولِ جواز کو ترجیح دی جائے۔

مذکورہ بالا وجوہاتِ ترجیح کی روشنی میں قولِ جواز ہی راقم کے نزدیک راجح ہے کیونکہ مجوّزین حضرات کے دلائل زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں، لہٰذا موجودہ حالات میں تعزیرِ مالی کے جواز میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی، اس لیے اسے جائز ہونا چاہیے۔

خلاصۂ بحث

متذکرہ بالا ساری مبحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تعزیر بالمال کی تین صورتیں ہیں جن میں سے پہلی صورت یعنی تعزیر باتلاف المال بالاتفاق جائز ہے، دوسری صورت یعنی تعزیر بتغییر المال بھی حسبِ ضرورت جائز ہے، البتہ تیسری صورت یعنی تعزیر باخذ المال میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ جمہور آئمہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ، امام محمد، امام شافعی (قولِ جدید کے مطابق) اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ مالی تعزیر کے عدمِ جواز کے قائل ہیں جب کہ حضرات امام ابو یوسف، امام شافعی کا قولِ قدیم اور امام مالک کا مشہور قول مالی تعزیرات کے جواز کا ہے، علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم نے تعزیر بالمال کے جواز کے اثبات کے لیے امام احمد کے مذہب کے مطابق احادیث و آثار سے بہت ساری مثالیں نقل کی ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مجرم اگر توبہ کرلے تو اس کا مال اسے لوٹا دیا جائے، بعض حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ حاکم اگر مجرم کی توبہ سے مایوس ہو جائے تو مالِ ماخوذ کو جہاں مناسب سمجھے، خرچ کر سکتا ہے، مالکیہ کے نزدیک بعض مواقع پر مال صدقہ کر دیا جاتا ہے، کبھی جلا دیا جاتا ہے اور کبھی کاٹ دیا جاتا ہے، علامہ ابنِ تیمیہ اور علامہ ابنِ قیّم کے ہاں حاکم کی مصلحت کے مطابق کبھی تو مجرم سے بطورِ جرمانہ مال لیا جاتا ہے، کبھی مال کو ضائع کر دیا جاتا ہے اور کبھی مال کی شکل بدل دی جاتی ہے۔

قائلین کے نزدیک مالی جرمانہ ایک تعزیر ہے اور تعزیر کے سلسلہ میں حاکم کو اختیار ہوتا ہے کہ حالات کی مناسبت سے جو بہتر ہو سکتا ہے' وہ سزا منظور کی جائے، نیز زمانہ اور شہر کے اعتبار سے بھی تعزیر میں فرق کو ملحوظ رکھنا قاضی کے لیے لازمی امر ہے۔ چونکہ دورِ جدید میں اسلام کے قانونِ حدود و تعزیرات کے فقدان کی وجہ سے عملاً مالی تعزیر کی بڑی کثرت ہو گئی ہے۔ مختلف سرکاری و غیر سرکاری اداروں اور محکموں، حکومتی اور قانونی سزاؤں، ریلوے، ٹریفک اور بسوں وغیرہ میں کثرت سے اس کا تعامل ہے، اس لیے بامرِ مجبوری اس کی اجازت ہونی چاہیے۔

سفارشات و تجاویز

1۔ جرائم کے خاتمے کے لیے حکومتی و نجی سطح پر عملی اقدامات کیے جائیں تاکہ لوگوں کے جان و مال کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

2۔ لوگوں کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کے لیے ٹی وی چینلز پر خصوصی لیکچرز کا اہتمام کیا جائے تاکہ مسلمانوں میں طلبِ حلال کا شعور بیدار ہو سکے۔

3۔ نصابِ تعلیم میں قانون کی پاسداری کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے حوالے سے مضامین شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ میں ابتدائی سطح پر ہی قانون کی پابندی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بڑے ہو کر معاشرے کے کار آمد شہری بنیں۔

4۔ جرائم کی بیخ کنی کے لیے سکولز، کالجز اور عوامی مقامات پر سیمینارز کا انعقاد کرایا جائے تاکہ لوگوں کے اندر احساسِ ذمہ داری پیدا ہو اور وہ مجرمانہ سرگرمیوں میں مبتلا ہونے کی بجائے محنت کو اپنا شعار بنائیں۔

5۔ مالی بدعنوانیوں کے مرتکب افراد کے لیے زبانی جمع خرچ کی بجائے عملی طور پر احتساب کا سخت نظام رائج کیا جائے تاکہ مجرمین میں قانون کا خوف پیدا ہو اور وہ اس قسم کے افعال سے باز رہیں۔